www.KitaboSunnat.com

ترتیب : اختر راہی

مذاکرہ — تعمیر فرد اور اصلاح معاشرہ

(ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر صغیر حسن معصومی، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں
مولانا ماہر القادری، حکیم محمد سعید دہلوی، حافظ نذر احمد)

- پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا لیکن کیا وجہ ہے کہ یہاں کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ مذہب سے بیزار رہا ہے؟
- ہمارے معاشرے میں یہ بے راہ روی جس تیزی سے قوت پکڑتی جا رہی ہے۔ آپ کے خیال میں اس کے اسباب کیا ہیں؟
- بے راہ روی اور دوسری معاشرتی خرابیوں کے تدارک کے لیے آپ کیا طریقہ کار تجویز کرتے ہیں؟
- کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ فرد اور معاشرہ کی اصلاح کا انحصار تجدید ایمان و عمل پر ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا طریق کار کیا ہو سکتا ہے؟
- پاکستان کی غالب اکثریت دین سے جذباتی تعلق رکھتی ہے۔ تجدید و اصلاح میں علماء، اساتذہ اور دانشوروں کی ذمہ داری دوسرے طبقوں سے زیادہ ہے؟ یہ طبقے اصلاح معاشرہ میں کیوں ناکام ہیں یا پورے طور پر کامیاب کیوں نہیں؟
- اصلاح فرد اور تطہیر معاشرہ کا آغاز کہاں سے کیا جائے؟

ڈاکٹر سید عبداللہ صدر دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

سب سوالوں کو یکجا کر کے، سب کا خلاصہ سامنے رکھ کر ایک ہی جواب میں ہمہ جہت نقطہ نظر آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

آپ کے سب سوالات کا تعلق کسی نہ کسی طور اصلاح معاشرت سے ہے۔ آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہماری موجودہ معاشرت کیوں بگڑ رہی ہے۔ اس کی اصلاح علماء سے کیوں نہیں ہو رہی اور تعلیم یافتہ طبقے اپنے مذہب اور اپنی معاشرت سے کیوں بیزار ہیں۔

معاشرت کا بگاڑ غیر ملکی معاشرت کے پرزور حملے کی وجہ سے ہے۔ جس کے ذرائع و وسائل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت مؤثر اور پرزور ہیں ـــــ ادب، سینما و فلم، ٹیلی ویژن، ریڈیو، ہوٹل، سیر و سفر اور سیاحت کی آسانیاں۔ اِن سب میں ترغیباتِ نفس کو مشتعل کرنے کے جملہ اسباب و محرکات موجود ہیں۔ جن کا مقابلہ کرنا اوسط درجے کے انسان (مسلمان) کے بس کی بات نہیں۔ یہ ترغیبات آہستہ آہستہ مزاج میں داخل کی گئیں۔ اس کے بعد جب مزاج مانوس ہوگئے (جیسا کہ اب تقریباً سارے عالم اسلام میں ہو چکے ہیں) تو لذات و شہوات کا کاروبار عام و خاص تک (بلکہ اب گھروں تک میں) پہنچا دیا گیا۔ بڑی عمر کے لوگوں میں سے ایک حصہ ایسا بھی ہے جو اِسے ناپسند کرتا ہے مگر نوجوان تر نسلیں جو کالجوں، ہوٹلوں اور سینماؤں کی فضا میں اور نام نہاد ادب کے ماحول میں پل کر نکلی ہیں۔ گھروں میں بھی غالب آچکی ہیں خصوصاً لڑکیاں ـــــ یہ سب لوگ پرانی معاشرت سے نفرت کرنے لگے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ عنقریب یہ ملک (باقی عالم اسلام کی طرح) مغربی معاشرت کے شہوانی مظاہر کا گھر بن جائے۔

اس سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس کا ایک سبب جدید تعلیم ہے جو ہر مغربی شے کے لیے انس اور میلان پیدا کر دیتی ہے۔ یہ میلان آہستہ آہستہ ہر شئے مغربی کو لبیک کہہ دیتا ہے۔

مغربی ممالک کے ساتھ سیر و سفر کے مواقع اب زیادہ ہوگئے ہیں۔ جو لوگ وہاں جاتے ہیں۔ ظاہری لذت بخش ماحول کے شیدا بن کر آتے ہیں اور یہاں پہنچ کر ان سلسلوں کے مبلّغ بن جاتے ہیں۔

بین الاقوامی اعلیٰ ہوٹلوں کی پاکستان میں تعمیر اس لیے گوارہ کی جاتی ہے (بلکہ حوصلہ افزائی کی جاتی ہے) کہ ان کی وجہ سے پاکستان کو زرِمبادلہ کمانے کا موقع ملتا ہے۔ اِس کی آڑ میں مغرب کے فواحش پھیلتے ہیں اور پھیلائے جاتے ہیں۔

مغربی اقوام ـــــ خصوصاً یہودیوں کے کئی ادارے، مختلف ناموں سے اسلامی ملکوں میں (بشمول پاکستان) ان میں فواحش کی منظم تربیت کرنے پر لگے ہوتے ہیں اور تربیت کنندگان میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بہت سے اساتذہ شامل ہیں۔

یہ امراض قوم کے امراء میں سب سے زیادہ ہیں اِن کی دیکھا دیکھی متوسط اور اُس سے نیچے کے طبقوں میں بھی پھیل رہے ہیں ـــــ اور دانشور گروہ (غریب پروری کے ڈھونگ کے باوجود) ان فواحش کے لیے علمی دلائل مہیّا کرتا ہے۔

اب آپ سوال کریں گے کہ اِس صورتِ حال کا مقابلہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ گزارش ہے کہ اِس کے کئی اسباب ہیں۔

۱۔ مغرب کی ہر معاشرتی رسم کے ساتھ کسی نہ کسی فائدے کا پیوند لگایا جاتا ہے۔ مغربیوں کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہے کہ نفع کی دلیل اب عالم اسلام میں بہت مقبول ہے لہٰذا نفع کی چاشنی دے کر زہر کو دُور تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

۲۔ جب علماء اس کی مخالفت کرتے ہیں تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ علماء ہمیشہ مسلمانوں کے لیے فائدہ مند چیزوں کی ممانعت کرتے آئے ہیں ـــــ اور یوں بھی علماء کی بات بے وزن کر دی گئی ہے۔

۳۔ خود علماء بھی یوں بے اثر رہتے ہیں کہ ان کی معلومات مغربی اشیاء و مظاہر کے بارے میں ناقص ہوتی ہیں اس لیے ان کا حملہ اکثر بے دلیل اور غیر مؤثر ہوتا ہے۔

۴۔ تعلیم یافتہ طبقہ مزاجاً نفع پسند، بے حس بلکہ دین بیزار ہے ـــــ اِلّا ماشاء اللہ۔ ان میں اچھے لوگ بھی ہیں مگر ان میں اس محاذ پر کام کرنے کا ذوق بھی نہیں اور شوق بھی نہیں۔

۵۔ علماء کی مذکورہ بالا بے خبری کے علاوہ، ان کا تصور نہی عن المنکر بھی بدل گیا ہے ـــــ وہ صرف بُرا سمجھنے تک محدود رہتے ہیں۔ برائی کا صحیح علم حاصل کر کے، اس کے خلاف جہاد کی تنظیم نہیں کرتے ـــــ ہاتھ سے ٹھیک کرنے کا پروگرام اب مصلحتوں کی نذر ہو گیا ہے۔

۶۔ علماء بڑی برائیوں کو بڑی کہہ کر عجز کا اظہار کر دیتے ہیں ـــــ چھوٹی برائیوں کو معمولی کہہ کر پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔

۷۔ علماء کی توجہ زیادہ تر فرقہ درانہ مسائل کی طرف رہتی ہے یا ارزاں سیاست۔ معاشرت کی اصلاح کا جو موقع انھیں مساجد میں ملتا ہے اُس سے فائدہ نہیں اٹھاتے فرقہ درانہ بحثوں میں فرار کا راستہ پاکر اصلاح معاشرت کا فریضہ انجام نہیں دیتے۔

۸۔ طریق کار کے جدید راستوں سے بے خبری ہے ـــــ ورنہ کسی ایک نکتہ پر کام کا آغاز کر کے اسے دوسری برائیوں تک پھیلایا جا سکتا ہے، درجہ بدرجہ اور مرحلہ بہ مرحلہ ـــــ لیکن وہ یا تو کچھ کرتے ہی نہیں یا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص بیک وقت مکمل اسلام کا مکمل پیکر بن جائے اور ظاہر ہے کہ یہ ممکن نہیں، اِس لیے علماء کی اٹھائی ہوئی اصلاحی تحریکیں محدود دائرہ خواص سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔

اب رہا یہ کہ اصلاح احوال کی صورت کیا ہے؟ تو گزارش یہ ہے کہ صورت حال جہاد کی طلبگار ہے۔ جہاد میں جدوجہد کی ہر صورت شامل ہے جسے یقین سے شروع کیا جائے اور عقل و حکمت سے چلایا جائے۔ امن پسندانہ ذرائع سے لے کر مسلمانوں کی قوت مجتمعہ کے سہارے برائیوں کو زبردستی روکنے تک ہر چیز اس میں شامل ہے۔ مگر پہلے برائی کے بارے میں پورا علم، اس کے بعد دلائل سے پورا اتمام حجت اور موعظہ حسنہ اور آخر میں مکمل مقابلہ، انسداد اور بیخ کنی ـــــ اور اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستے میں جملہ شدائد و مصائب کی بصد تحمل برداشت —— اس پروگرام میں تدریج ایک لازمی عنصر ہے اور پہلے مرحلے میں موعظہ حسنہ اور اتمام حجت بالحکمت —— پھر ہم خیال لوگوں تنظیم۔ پھر تربیت برائے جہاد، پھر جہاد، اس جہادِ نہی عن المنکر کے سوا، موجودہ مغربی برائیوں کا انسداد ناممکن ہے —— اسلام کا معاشرتی حصہ اب تقریباً نابود ہوا چاہتا ہے —— دیر طلب لمبے تربیتی پروگراموں میں پڑنے کی مطلق گنجائش نہیں۔

یہ یاد رہے کہ یہاں جہاد سے میرا سعی تبلیغ —— اور رائے عامہ کی قوت سے فواحش کا انسداد مراد ہے۔ تشدد اور دہشت انگیزی نہیں۔ رائے عامہ کا منظم ہو جانا بجائے خود ایک قوت ہے۔ اُسے کسی تشدد کی ضرورت نہیں —— مگر

جنابِ من —— یہ کام کون کرے گا۔ جو لوگ فرقے کی لڑائی میں مصروف ہیں۔ وہ یہ کام کیسے کریں گے؟

ڈاکٹر صغیر حسن معصومی

(ڈاکٹر صاحب نے تمام سوالوں کے ترتیب وار جواب لکھے ہیں۔ (ادارہ)

۱۔ پاکستان میں مسلمانوں کو امن کی ضمانت مل گئی، خوف خدا کا اور دشمن کا جاتا رہا۔ تعلیم گاہوں میں تعلیم ناقص رہی۔ اربابِ حل و عقد نے اسلامی احکام اور اسلامی نظام برتنے کا کبھی خیال نہیں کیا۔ نصابِ تعلیم لادینی رجحان کے ماتحت مرتب کیا جاتا رہا۔ بیسوی صدی کی لادینی تہذیب سارے عالم میں خصوصاً پاکستان میں فروغ پاتی رہی۔ سیاسی راہنماؤں نے اپنا سیاسی غلبہ ہاتھ سے جاتا دیکھ کر ذہنی سطوت قائم کرنے کے لیے برٹش لائبریریوں، امریکن سنٹروں کا قیام ملک کے بڑے بڑے مرکزوں میں ضروری سمجھا تاکہ جدید علوم و فنون کے ساتھ ساتھ مغربی تہذیب و تمدن کو عام کرنے کے لیے عملی میدان مہیا کریں۔ بنابریں لیڈرز اکسچینج (LEADERS EXCHANGE) اور فارن اسکالرشپ (FOREIGN SCHOLARSHIP) نیز ممالک خارجہ کے سفر خرچ کی داد و دہش سے نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنوں کو اپنانا اُن کے لیے تعجب خیز نہ تھا۔ ان ہتھکنڈوں کے علاوہ درس، کتابوں کی فراہمی اور مطالعہ کے لیے کتابیں دے کر نوپختہ ذہنوں کو غلام بنانا ان کے لیے دشوار نہ رہا۔ پس آج اگر جدید تعلیم یافتہ طبقہ مذہب سے بیزار ہوتا جا رہا ہے۔ تو یہ لازمی نتیجہ ہے ان ثقافتی منصوبوں کا، نیز ہماری تجدد پسندی اور لادینی ترقی پسندی کا۔

۲۔ ہمارے معاشرے میں بے راہ روی کی ذمہ داری خود پاکستان کے معماروں پر عائد ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان معماروں نے اسلام کے نام پر پاکستان تو حاصل کر لیا مگر اسلام کے اوامر و نواہی پر عمل کرنے کا کوئی سامان نہ کیا۔ مغرب زدہ دیگر مسلم ممالک کی دیکھا دیکھی پاکستان کے قائدین نے شعائر اسلامی اپنے لیے کسرِ شان سمجھا۔ پاکستان میں مغربی علوم کے حاملین کی تعداد دوسرے مسلم ممالک سے کہیں زیادہ رہی اور ہے۔ ان علمی راہنماؤں کا فریضہ تھا کہ یورپ و امریکہ کی ترقی یافتہ قوموں کے علوم کو اپنانے کے ساتھ اپنے اخلاق و کردار کو یورپ اور امریکہ کے معاشرتی عادات و اطوار سے متاثر ہونے سے بچاتے مگر انھوں نے علوم جدیدہ کے اکتساب کے ساتھ ساتھ .... اپنے دینی شعور کو اپنے لیے ننگ و عار سمجھا اور اپنے اپنے علمی مرکزوں کو جو بیشتر دراصل مسیحی کلیسا ہیں یکسر بھلا بیٹھے۔ علوم و فنون تو سیکھ آتے مگر اپنا دین اور اپنا اخلاق بیچ آئے۔ وَبِئْسَ مَا اشْتَرَوْا بِهٖ (کیا برا سودا انھوں نے کیا!)۔

ان قائدینِ علم و نظام نیز حکومت کے شعبوں کے افسران کے بچے لامحالہ اپنے ماں باپ کے عادات و اطوار و لادینی حرکات و سکنات سے متاثر ہوتے رہے۔

کالجوں اور یونیورسٹیوں میں نئی روشنی بڑھتی رہی۔ اور لادینی طور طریقے کی روز افزوں ترقی کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکی و طہارت کا خیال تک جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھا بالکل جاتا رہا اور آج اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں آبدست لینے اور آرام کے ساتھ قضاء حاجت کے وسائل تک باقی نہیں رکھے گئے۔

لادینی تعلیم اور لادینی نصابوں کے ساتھ صبح ساڑھے چھ بجے سے رات کے دس گیارہ بجے تک کے ریڈیو اور ٹیلیویژن کے پروگراموں، موسیقی، ڈرامے، فیچرز اور نت نئے منصوبے کب دین و مذہب سے لگاؤ رکھتے ہیں کہ اسلامیات کی برائے نام ادھوری تعلیم سے بچوں کو دین سے لگاؤ پیدا ہو سکتا۔

جب مسلمانوں کے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقوں میں اکثر و بیشتر شراب، جوا اور غیر اسلامی تہذیب کو فروغ ہوا اور حلال و حرام میں تمیز باقی نہ رہے۔ استحصال، چور بازاری، رشوت ستانی، فریب و نفاق عام ہو جائے تو اسلام کے نام سے بیزاری نہ ہو گی تو کیا امانت و دینداری اور تقویٰ و پرہیزگاری کو فروغ ہو گا؟

خود بیشتر علماء کا جو حال بظاہر ہم پاکستان میں دیکھتے ہیں تو اسلامی معاشرے کی بے راہ روی سے کوئی تعجب نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک میں صرف ایک مکتبِ فکر کے علماء تین جمعیتوں میں بٹے ہوتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں دوسرے مکاتیبِ فکر کا کیا تجزیہ کیا جائے؟

جن لوگوں کو اللہ نے توفیق دی ہے کہ وہ مسجدوں میں حاضر ہوتے ہیں اور دین کی باتیں سنتے ہیں۔ ان میں تبلیغ کرنے سے مسلم معاشرے کی خرابیاں کیوں کر دور ہو سکتی ہیں؟ نیز لوگوں کے حقوق سے غافل ہو کر اللہ کے حقوق کی ہم کب نگہبانی کر سکتے ہیں؟

۳۔ بے راہ روی اور دوسری معاشرتی خرابیوں کا تدارک اسلامی احکام پر عمل کرنے لوگوں میں عملی نمونہ بننے، حسن سلوک و نیک اخلاق پیش کرنے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کار پہ چلنے ہی سے ممکن ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔

۴۔ بے شک فرد و معاشرہ کی اصلاح ایمان و عمل کے مظاہرے پر موقوف ہے۔ اللہ سے ڈرنے کی ضرورت ہے، اتباعِ ہوا و ہوس سے گریز کرنے کی ضرورت ہے۔ اسوۂ رسولؐ کو پس پشت ڈال کر ہم ترقی کر سکتے ہیں نہ فلاح پا سکتے ہیں۔

۵۔ پاکستان کے اکثر و بیشتر دینی مسلمان علم سے بے بہرہ سہی، دین کے گرویدہ ہیں۔ مگر اصحاب علم، ارباب حل و عقد، دانشور اور اساتذہ میں سے اکثر و بیشتر، اِلّا ماشاء اللہ، ہر قسم کے استحصال میں مبتلا ہیں۔ پاکستان میں تجربے سے ظاہر ہے کہ جو زیادہ علم و دانش رکھتا ہے وہ اسی قدر استحصال کا مرد میدان ہے اور قرآن کریم کے الفاظ میں "مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ" کا مصداق بنا ہوا ہے (یعنی اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود سمجھتا ہے۔)

۶۔ آئیے اصلاح فرد اور تطہیر معاشرہ کا آغاز خود اپنے سے یعنی اپنی ذات سے کریں۔ "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" اپنی اصلاح سے اپنے اہل و عیال اور اپنے اقربا اور احباب کو متاثر کریں کہ وہ بھی صدق و صفا، زہد و اتقاء، محبت و ایثار، اخوت و مساوات کے نمونے بن جائیں اپنے دفاتر میں وقت پر پہنچیں، اپنے فرائض کو ایمانداری کے ساتھ بجا لائیں، کسی قسم کی لالچ کے لیے دوسروں کے کاموں کو التوا میں نہ ڈالیں۔ حلال کھائیں۔ حرام سے بچیں۔ بجا کہا ہے وزیر امور دینیہ نے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کی حیاتِ طیبہ کو فلما کر اسلام کی تبلیغ ہم نہیں کر سکتے۔ رشوت دے کر ہم بنی نوع انسان کی مدد نہیں کر سکتے۔ حرام و ممنوع ذرائع ابلاغ سے ہم دین کی نشر و اشاعت نہیں کر سکتے۔

۷۔ دنیا بھر کی خبروں سے آگہی حاصل کرنے اور سارے علوم جدیدہ اور دنیا بھر کے فنون کے حصول سے اذعان و یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پاکستان کے نیز سارے عالم کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو ہدایت کی توفیق دے اور اسلامی احکام پر عمل پیرا بنائے! کہ ملک کی خوشحالی اور ترقی اسی میں مضمر ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی۔ حیدرآباد

۱۔ پاکستان بے شک اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ بالکل جاہل ہے۔ اس طبقے کو نہ دین کے متعلق کچھ معلوم ہے اور نہ دنیا کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ جس موضوع یا مضمون میں اُن کو اپنی مہارت کا دعویٰ ہے اس میں وہ بالکل کورے ہیں۔۔۔اور اب تو "لڑکی نما" لڑکے اس قدر نکمے ہیں کہ وہ معاشرے کے عضو معطل ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس لیے ایسے طبقے سے مرعوب اور متاثر ہونے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ آپ کے بقیہ سوالات کے لیے عرض ہے کہ ہمارے علماء اور اساتذہ ہی تمام خرابیوں کے ذمہ دار ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ نے استفادہ کر کے تمام عالم کی اصلاح کی۔ ہمارے علماء اور اساتذہ نے علم تو حاصل کیا لیکن تزکیۂ نفس کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس لیے عوام نے ان سے بیزاری اختیار کی۔۔۔حالانکہ عوام اب بھی دین سے لگاؤ رکھتے ہیں اور انھیں اب بھی اچھے رہبروں کی تلاش ہے۔۔۔لیکن افسوس کہ ان کے اس لگاؤ سے بھی ہم لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے اور ان کی اصلاح، صلاح، فلاح وخیر کی کوئی پرواہ نہیں کی اگر علماء اور اساتذہ کا کردار مثالی ہو تو اب بھی ہمارا معاشرہ درست ہو سکتا ہے۔ خدا کرے ہم لوگ پہلے اپنی اصلاح کریں اور باہمی جنگ وجدال اور تفرقہ پروری سے دور رہ کر ایثار وقربانی اور خدمت خلق کو اپنا شعار بنائیں اقبالؒ نے سچ کہا ہے

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

مولانا ماہر القادری۔ مدیر "فاران" کراچی

۱۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ مذہب سے اس لیے بیزار ہے کہ اس کا مطالعہ ان کتابوں تک محدود ہے جو مغربی تمدن وتہذیب "مادہ پرستی اور ہوا وہوس" کے محرکات کے ترجمان ہیں۔ پاکستان کا طریقہ تعلیم انگریز کے طرز تعلیم کی نقل اور یادگار ہے۔ اگر پاکستان کی تعلیم کے پچھلے طریقہ کو بدل کر اسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی قالب میں ڈھالا جاتا تو نوجوانوں کے دل و دماغ کی تربیت دینی انداز پہ ہوتی ۔ روس میں تعلیم کا محور سوشلزم ہے اس لیے وہاں کے نوجوان سوشلزم ہی کو اپنی نجات و فلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ ہم نے دین کو تعلیم کا محور نہیں بنایا۔

۲۔ اس کا بڑا سبب "آخرت فراموشی" ہے ۔ آخرت پر زبانی اقرار کے ساتھ آخرت سے عام غفلت پائی جاتی ہے اور اس منزل میں

؎ جو عید کا عالم وہی صیاد کا عالم

صحابہ کرام آخرت کی جواب دہی کا احساس رکھتے تھے کہ ہمیں اپنے ایک ایک فعل کا اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے ۔ اس لیے ان نفوسِ قدسیہ کا معاشرہ اخلاقی اعتبار سے انتہائی پاکیزہ معاشرہ تھا۔

۳۔ جو مسلمان معاشرتی بے راہ روی کا احساس رکھتے ہیں ۔ انھیں خود عملاً نیک اور اسلامی اخلاق کا نمونہ بننا چاہیے ۔ اس سے دوسرے لوگ بھی لازمی طور پر متاثر ہوں گے ۔ پھر انفرادی نیکی پر قناعت نہ کی جائے نیکی کو پھیلایا جائے ۔ ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سے نیک لوگ پائے جاتے ہیں جو خود تو نیک ہیں مگر اپنی اولاد کی اخلاقی تربیت کی زحمت گوارا نہیں کرتے چراغ سے چراغ جلتے رہنا چاہیے اس طرح روشنی پھیلتی ہے ۔

۴۔ میں نہیں سمجھ سکا "تجدید ایمان" سے آپ کی کیا مراد ہے ؟ شاید یہ مراد ہو کہ مسلمان اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے ہوئے گناہوں سے توبہ کریں اور آئندہ نیکی اور پاک بازی کی زندگی گزارنے کا عہد لیں تو بڑا اچھا کام ہے ۔ تجدید عہد اور توبہ و انابت سے زندگیوں میں تقدیس پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ اس کا سبب وہی چیز ہے جس کی نشاندہی سوال نمبر ۲ کے جواب میں کر چکا ہوں یعنی آخرت فراموشی" اللہ ، رسول ، قرآن اور اسلام سے ہمارا جذباتی لگاؤ عقیدت کی حد تک ہے ، حالانکہ عقیدت کے ساتھ اطاعت لازمی شے ہے ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور پریس جن کے ذریعے اصلاح معاشرہ اور اخلاقی انقلاب برپا کرنے کی کامیاب کوشش کی جا سکتی ہے ۔ وہ غیر اخلاقی مظاہر میں استعمال ہو رہے ہیں ۔ کسی گھرانے میں کوئی بزرگ صبح و شام اطلاقی کی تلقین کرتا ہے مگر ٹیلی ویژن پر نیم عریاں رقص اس اخلاقی تلقین پر پانی پھیر دیتا ہے اور سب کیا کرایا برابر ہو جاتا ہے ۔

۶۔ اس کا آغاز مسلمانوں کے ہر گھر سے ہونا چاہیے ۔ معاشرہ افراد سے بنتا ہے ۔ گھریلو زندگی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُدھر جائے تو معاشرہ لازمی طور سدھر جائے گا۔ گھر کے افراد کی اخلاقی تربیت بڑی پتہ ماری کا کام ہے گھر کے بڑے لوگ اِس محنت سے جی چُراتے ہیں اور خود نیکی کرتے مگر اپنی اولاد کو نیک بنانے سے غافل ہیں۔

آخری بات یہ عرض کرنی ہے کہ اعلیٰ طبقہ کے طرزِ معاشرت سے معاشرہ بہت کچھ اثر قبول کرتا ہے۔ مگر پاکستان میں ان بڑے آدمیوں کی زندگیوں کا جو رنگ ہے وہ راز کی بات نہیں ہے" الناس علیٰ دِینِ مُلُوکِہِم" کی ضرب المثل پاکستان میں پوری طرح صادق آرہی ہے! بھارت جو لادینی اسٹیٹ ہے اس میں شراب ممنوع اور پاکستان جو اسلام کے لیے اور اسلام کے نام پر بنا ہے وہاں شراب پر کوئی پابندی نہیں۔ یہی حال دوسرے فواحش ومنکرات کا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہاتھ میں زمامِ حکومت آئی تو اُن کی تنہا ذات نے معاشرے میں انقلاب برپا کر دیا۔

حکیم محمد سعید۔ مدیر ہمدردِ صحت" کراچی

اصلاحِ فرد اور تطہیرِ معاشرہ بلا شبہ ایک بڑی ضرورت ہے۔ آپ نے میرے لیے چند سوالات بھجوائے ہیں۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ ان کے جوابات آپ کی خدمتِ اقدس میں بھجوا رہا ہوں۔

۱۔ پاکستان بلاشبہ اسلام کے نام پر قائم ہوا مگر یہاں اسلام جاری وساری رکھنے کی آخر کونسی مثبت کوشش کی گئی ہے؟ سب سے پہلے اس پر غور کر لینا مناسب ہوگا کہ بعض علمائے کرام کہ جن پر فکرِ اسلامی کی ہر تصدیق ثبت ہوا کرتی ہے۔ خود انھوں نے اسلام کا کیا مظاہرہ کیا ہے اور خود انھوں نے اتحادِ فکر کی برکات اور اتفاقِ رائے کے فیوض کا کیا مفہوم سمجھا!! اگر یہ حقیقت ہے کہ بیشتر علمائے کرام میں یکسر اتحاد واتفاق نہیں ہے اور یہ حضرات کرام اتحاد واتفاق اور یگانگت کی شاہراہ سے ہٹ گئے ہیں اور ان کی قوتیں اور ان کی صلاحیتیں اور ان کی عظمتیں انقلابِ اسلامی لانے پر صرف نہیں ہو رہی ہیں بلکہ ان کا انتشار طاغوتی طاقتوں کو قوت اور قطعی غیر اسلامی نظریات کو قوت بخش رہا ہے تو معاشرے کا پریشان ہونا امرِ بدیہی ہے۔ اس صورتِ حال نے اسلامی صفوں میں انتشار اور منافرت پیدا کی ہے اور ذہین طبقے نے اس کا نہایت خراب اثر لیا ہے۔ یہ وہ "ذہین طبقہ" ہے جس کو آپ نے "جدید تعلیم یافتہ طبقہ" کہا ہے اور اس کی تعلیم اس انداز پر ہوئی ہے کہ جو قطعی طور پر اسلامی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے بلکہ بعض حالات میں یہ تعلیم اسلام کی نفی بھی کرتی ہے۔ اس طرح پاکستان کا یہ "ذہین طبقہ" صحیح تربیت اور معقول تعلیم دونوں سے یکسر محروم رہا۔ اس طبقے سے آپ مذہب بیزاری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا آخر کیا توقع قائم فرما سکتے ہیں؟

۲۔ میری رائے میں ایک ملت کی تعمیر ذہنی اور تربیت فکری کے لیے استواری تعلیم بنیادی چیز ہے اور پاکستان میں سب سے زیادہ جس چیز سے غفلت برتی گئی ہے وہ تعلیم ہی ہے۔ دراصل مسئلہ یہ درپیش رہا کہ ہم سرے سے یہی فیصلہ نہ کر سکے کہ پاکستان کا نظریۂ مملکت کیا ہوگا۔ یہ فیصلہ نہ کرنے کے مواقع متعدد ہیں۔ ان میں سرفہرست یہ ہے کہ پاکستان میں ہیئت اقتدار کا ایمان ہمیشہ متزلزل رہا خود ہیئتِ اقتدار اسلام سے ناآشنا اور اس کے تقاضوں کے ادراک سے محروم تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ بیرونی دباؤ میں مسلسل رہی ہے۔ برطانوی تربیت یافتہ ہیئتِ حاکمہ اور انتظامیہ کا حال یہ رہا ہے کہ وہ اپنے جہل کی بنا پر تعلیم کے معاملے میں بھی "غیر ملکی امداد" پر بھروسا کرتے رہے ہیں خود ان پر ان کو کبھی بھروسہ نہیں رہا ہے۔ اس لیے پاکستان کا نظامِ تعلیم افکارِ غیر سے متاثر اور مرعوب رہا ہے۔ اور وہ ہرگز ایسا نظامِ تعلیم نہ تھا اور نہ ہے کہ اسے اسلامی نظامِ تعلیم کا نام دیا جا سکے۔ اس نظامِ تعلیم میں تربیت کو ایک ضروری جزو کی حیثیت سے کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ اس کا ظاہری نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے ملّی تقاضوں سے اس یکسر متاثر اور ناقص نظامِ تعلیم نے وہ افرادِ ملت پیدا ہی نہیں کیے کہ جو اقدارِ اسلامی سے مالا مال ہوتے۔ ان افراد کو نہ اسلام سے تعلّق پیدا ہو سکا اور نہ ان میں پاکستان سے محبت کا جذبۂ مقدس پیدا ہو سکا۔ وہ معاشرہ کہ جو ایسے محروم افراد پر مشتمل ہو ان سے خیر کی توقع قائم نہیں کی جا سکتی۔ بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں ٹیلی ویژن کیا کردار ادا کر رہا ہے؟ یہاں فلموں نے کیا فساد برپا کر رکھا ہے؟ یہاں اخبارات کا مزاج کیا ہے؟ یہاں ہیئتِ حاکمہ کا اندازِ فکر کیا ہے؟

۳۔ آپ کے اس سوال کا جواب میرے جواب نمبر ۱ اور نمبر ۲ میں واضح طور پر موجود ہے۔ ایک اسلامی انقلاب لانے کے لیے ساری طاقتوں کو مجتمع کرنا ہوگا۔ اس طاقت کا سرچشمہ خوش قسمتی سے اب بھی علماء ہیں۔ میرے نزدیک یہ سب سے بڑی اور غنیمت مہلت ہے کہ جو ملی ہوئی ہے۔ تمام علمائے کرام کو قطعی طور پر متحد ہو کر انقلابِ اسلامی لانے کے لیے رہنمائی کا فریضۂ مقدس انجام دینا چاہیے اور ملت کو اپنی فکری عظمتوں سے اور اپنی تعمیری جدوجہد سے اور اپنے فکر و عمل کی یگانگت سے قرآن و سنت کی روشنی عطا کرنی چاہیے۔ اہلِ فکر و نظر کی ایک بڑی تعداد پاکستان کی نہایت قیمتی متاع ہے۔ اس متاعِ ملی کا پورا احترام کرنا چاہیے اور انقلابِ اسلامی کی جدوجہد میں صفوں کی درستی کے وقت اہلِ فکر و نظر کو اہمیت دینی چاہیے۔ میں ایسے امتزاجِ علوم سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعبیر کروں گا اور یہ امتزاجِ علوم نہ صرف علماء کی حاجت ہے بلکہ اہلِ فکر و نظر کی ضرورت ہے۔ اسلامی انقلاب پاکستان کا سب سے بڑا مطالبہ ہے اور اس اسلامی انقلاب کی ابتدا نظامِ تعلیم میں یکسر انقلاب سے کرنی چاہیے۔

۴۔ میں جواب نمبر ۲ میں اس سوال کا محاکمہ کر چکا ہوں۔ تجدیدِ ایمان و عمل کے لیے نسخۂ کیمیا کتاب و سنت کی روشنی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس روشنی میں پاکستان کو منور کر دینے کا جذبۂ صادق جب تک پیدا نہ ہو گا ہمارے مسائل سلجھیں گے نہیں، الجھتے رہیں گے۔ علم و عمل کی طاقتوں کو متحد کرنے اور تعصبات کو ختم کر دینے اور قلوب میں وسعت پیدا کر لینے سے راستے کھل سکیں گے۔

۵۔ اگر آپ میرے دل کی بات پوچھنا چاہتے ہیں اور اس سے ناراض نہ ہوں گے تو میں یہ کہوں گا کہ بعض اساتذہ ناقابلِ بیان مصائب کی بنا پر اپنے فرائض میں مخلص نہیں ہیں۔ بیشتر علمائے کرام دورِ جدید کا چیلنج قبول کرنے اور اس کا مناسب رد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور ہمارے شاعر، ادیب اور دانشور جن کے ہاتھوں میں ہمارے ملکی اور ملی نظام کی باگیں ہیں۔ کتاب و سنت کی روشنی سے محروم ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنی راہ کے مستقیم ہونے پر اصرار ہے اور صراطِ مستقیم خالی پڑی ہے۔ اس پر کوئی بھی رہ نورد موجود نہیں ہے۔ اب بتائیے کامیابی کہاں سے آئے گی؟ اور غالب اکثریت کے دین سے جذباتی لگاؤ کا کیا حشر ہو گا۔

۶۔ تعلیمی انقلاب سے ایک ایسا نظامِ تعلیم و تربیت قائم و نافذ کرنے کہ جو انقلاب اسلامی پر منتج ہو۔

حافظ نذر احمد پرنسپل شبلی کالج۔ لاہور

جوابات (اختصار کے ساتھ)

۱۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی مذہب سے بیزاری خود اس کے نام یا لقب سے ظاہر ہے جو آپ نے انہیں دیا ہے یعنی "جدید تعلیم"

جدید تعلیم، اس کا اسلوب، اس کا نصاب، نصابی نظریات، طرزِ تدریس، تدریسی ماحول، غرض ہر پہلو مذہب بیزاری بلکہ مذہب دشمنی پر مبنی ہو تو اس ہتھیار سے لیس ہونے والا طبقہ مذہب بیزار نہیں تو کیا ہو گا؟

وجوہات اور بھی ہیں لیکن بڑی اور بنیادی وجہ جدید تعلیم ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ معاشرتی بے راہ روی کی وجہ ایک نہیں متعدد ہیں۔

ا۔ عالمی تحریکات جن کا اثر ہم پر بھی پڑ رہا ہے۔

عالمی ذرائع ابلاغ، یا ہر سے آنے والے نوع بہ نوع "سیاح"۔

ب۔ تعلیمی نصاب، ماحول اور نظام۔

ج۔ دین سے بے خبری، اور "اہلِ دین" کی اپنے فرائض سے کوتاہی اور بے عملی۔

د۔ والدین یعنی گھر۔

۳۔ میرے نزدیک خرابیوں کا تدارک ممکن نہیں جب تک مندرجہ ذیل تدابیر اختیار نہ کی جائیں:۔

دینی تعلیم کی عمومیت کی مساعی مؤثر انداز میں کرنا۔

جدید تعلیم کا دین اور دینی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جانا۔

قائدینِ دینی اور سیاسی کا نمونۂ عمل۔

۴۔ "تجدیدِ ایمان وعمل" سے انکار ممکن نہیں لیکن یہ تجدید کون کرے گا؟

ا۔ انفرادی مساعی۔

ب۔ حکومتی سطح پر فیصلے۔

ج دینی قیادت کا مؤثر اور محسوس طور پر سرگرم عمل ہونا۔

مولانا امین احسن اصلاحی

مکرمی زاد لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سوانامہ موصول ہوا۔ اگر میں ان سوالوں کے مختصر جواب لکھوں تو اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوں گی اور اگر مفصل جواب لکھوں تو مجھے ایک پورا مقالہ لکھنا پڑے گا۔ اس کے لیے میرے پاس بالکل فرصت نہیں ہے۔ اب میری قوتِ کار بہت کم ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے تفسیر کے سوا دوسرے تمام کاموں سے دستبردار ہو گیا ہوں لہٰذا امید ہے آپ میری یہ معذرت قبول فرمائیں گے۔

والسلام

امین احسن اصلاحی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی پاکستان

محترمی و مکرمی   السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ نے چھ سوالات پر مشتمل جو سوالنامہ بھیجا ہے میں اپنی علالت کے باعث اس کا جواب دینے سے معذور ہوں۔ پھر یہ سوالات بھی ایسے ہیں کہ انہی کا جواب میں اپنی تحریروں اور تقریروں میں عمر بھر دیتا رہا ہوں۔ میرے لیے اب از سر نو ان میں اضافہ ممکن نہیں ہے۔

امید ہے کہ آپ میری معذرت قبول فرمائیں گے۔

خاکسار ابوالاعلیٰ

- اپنی پسند کی معیاری کتب حاصل کریں صرف دس روپے کے سرمایہ سے نفع بخش کاروبار کریں
- بحیثیت خریدار یا سرمایہ کار آپ کا معمولی تعاون بھی ایک بڑے کارِ خیر کا سبب بن سکتا ہے

"گلستان پبلیکیشنز"

کا مقصد اعلیٰ اخلاقی، دینی اور معیاری کتب کی اشاعت ہے جس میں خاطر خواہ کامیابی کے لیے ہم آپ کے تعاون کے متمنی ہیں۔ اس کارِ خیر میں آپ حسب ذیل صورتوں سے شامل ہو سکتے ہیں۔

- اپنی مطلوبہ کتب کے لیے ہمیشہ گلستان پبلیکیشنز کو یاد رکھیے۔
- اپنی ماہانہ آمدنی سے کم از کم -/۱۰ روپے یا زیادہ کی بچت کر کے ادارہ کی سکیموں میں حصہ لیجیے اس طرح آپ نہ صرف دینی کام میں شریک ہوں گے بلکہ منافع حاصل کر کے ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق بنیں گے۔

نوٹ:- ا۔ ہمارے مستقل خریدار بن کر ادارہ کی مطبوعات پر ۲۵ فیصد رعایت حاصل کریں۔

ب۔ دس پیسے کا پوسٹ کارڈ لکھ کر مکمل فہرست کتب اور کاروبار کے متعلق دیگر تفصیلات منگوائیں

نیز

ہر قسم کے وزیٹنگ کارڈ، شادی کارڈ، لیٹر پیڈ، کیش میمو، بل بک، لیجر، لفافوں اور رسید بکوں اور دیگر ہر قسم کی معیاری چھپائی کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں۔

آپ کا اپنا ادارہ "گلستان پبلیکیشنز" ۴۰ اردو بازار۔ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ